146100 ـ جن حالات میں بیوی پر تنگی كرنا جائز ہے تا كہ وہ مہر كا فدیہ دے كر جان چھڑائے

سوال

كیا مطلاق بیوی كو تنگ و مجبور كرنا حرام ہے ؟

اور اگر بیوی برے اخلاق كی مالك ہو اور خاوند كے حقوق ادا نہ كرتی ہو تو كیا خاوند كے لیے جائز ہے كہ وہ بیوی كو تنگ كر كے مجبور كرے كہ وہ سارا یا كچھ مہر دے كر خلع حاصل كرے لے ؟

اور درج ذیل آیات میں ہم كیسے جمع كریں گے:

اور تم انہیں اس لیے نہ روك ركھو كہ تم نے انہیں جو كچھ دیا ہے اس میں سے كچھ لے لو، مگر اس صورت میں كہ وہ كھلم كھلا بے حیائی و فحاشی كا ارتكاب كریں .

اور فرمان ربانی ہے:

اور اگ تم كسی بیوی كی جگہ اور بیوی بدل كر لانے كا ارادہ كرو اور تم ان میں سے كسی ایك بیوی كو خزانہ دے چكے ہو تو اس میں سے كچھ بھی واپس نہ لو، كیا تم اسے بہتان لگا كر اور صریح گناہ كر كے لو گے، اور تم اسے كیسے لو گے ب كہ تم ایك دوسرے سے صحبت كر چكے ہو اور وہ تم سے پختہ عہد لے چكی ہے .

اور ارشاد باری تعالی ہے:

اور انہیں تكلیف دینے كے لیے نہ روكے ركھو تا كہ ان پر زیادتی كرو . اور درج ذیل قائل كے قول كا رد كیا ہو گا:

خاوند كو حق حاصل نہیں كہ وہ بیوی سے مہر واپس دینے كا مطالبہ كرے، كیونكہ اس پر جو حرام تھا وہ اس مہر كی بنا پر حلال كیا تو وہ اپنا حق لے چكا ہے، اس لیے اس كے بعد خاوند كے لیے مہر كیسے حلال ہو سكتا ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

عضل: بیوی پرتنگی كرنے كو عضل كہا جاتا ہے تا كہ وہ اپنی خلاصی كرانے كے لیے مال بطور فدیہ دے، اس عضل كی تفصیل درج ذیل ہے:

اگر بیوی كوئی فحش و بے حیائی والا كام كرے یا پھر كوئی فرض ترك كر دے یا بیوی بددماغ ہو اور خاوند كی اطاعت نہ كرے تو خاوند اس پر تنگی كر سكتا ہے تا كہ وہ خلع حاصل كرنے كے لیے فدیہ دے.

اگر ان امور و اسباب میں سے كوئی بھی بیوی میں نہ پایا جاتا ہو تو پھر عضل یعنی اسے تنگ كرنا حرام ہے.

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تمہارے لیے حلال نہیں کہ زبردستی عورتوں کے وارث بن جاؤ اور تم انہیں اس لیے مت روک رکھو کہ تم نے انہیں جو کچھ دیا ہے اس میں سے کچھ لے لو، مگر اس صورت میں کہ وہ کھلم کھلا بے حیائی کا ارتکاب کریں، اور ان کے ساتھ اچھے طریقے سے رہو، پھر اگر تم انہیں ناپسند کرو تو ہو سکتا ہے کہ تم ایك چیز ناپسند کرو اور اللہ اس میں بہت بھلائی رکھ دے النساء (19).

یہاں فحاشی کے الفاظ عام ہیں جس میں زنا کاری اور نافرمانی اور زبان درازی اور بددماغی سب شامل ہونگے؛ اس کی تفصیل آگے بیان ہو رہی ہے.

ابن کثیر رحمہ اللہ نے زید بن اسلم سے نقل کیا ہے کہ:

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تمہارے لیے حلال نہیں کہ زبردستی عورتوں کے وارث بن جاؤ .

اہل یثرب کے ہاں دور جاہلیت میں جب کوئی آدمی مر جاتا تو مال کا وارث بننے والا شخص میت کی بیوی کا بھی وارث ہوتا، اور وہ اسے روکے رکھتا حتی کہ اس کا وارث بن جاتا یا پھر جس سے چاہتا اس کی شادی کر دیتا.

اور اہل تہامہ کے ہاں مرد اپنی بیوی کے ساتھ بری صحبت کرتا حتی کہ اسے طلاق اس شرط پر دیتا کہ وہ شادی اس شخص سے ہی کریگی جس سے وہ چاہےگا، حتی کہ اس نے جو مہر دیا ہوتا اس میں سے کچھ دے کر جان چھڑاتی.

چنانچہ اللہ سبحانہ و تعالی نے مومنین کو ایسا کرنے سے منع فرما دیا" رواہ ابن ابی حاتم.

پھر ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

اور اللہ تعالی کا فرمان:

اور تم انہیں اس لیے مت روك رکھو کہ تم نے انہیں جو کچھ دیا ہے اس میں سے کچھ لے لو .

یعنی تم انہیں رہن سہن میں تنگ مت کرو تا کہ آپ نے اسے جو مہر دیا ہے وہ تنگ ہو کر سارا یا اس میں کچھ تمہارے لیے چھوڑ دے، یا اس کے علاوہ اپنے کسی حق سے دستبردار ہو جائے، یا زبردستی و قہر کی بنا پر کچھ تمہیں دے دے.

اور علی بن ابو طلحہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ:

اور تم انہیں مت روکے رکھو .

یعنی تم انہیں تنگ مت کرو .

تا کہ تم نے انہیں جو کچھ دیا ہے اس میں سے کچھ لے لو .

یعنی: ايك شخص كى بيوى ہو اور وہ اس كے ساتھ رہنا ناپسند كرتا ہو، اور بيوى كو مہر بھى دے ركھا ہو تو وہ اسے اس ليے تنگ كرنا شروع كر دے تا كہ وہ عورت مہر كا فديہ دے كر اپنى جان چھڑائے، ضحاك اور قتادہ كے علاوہ كئى ايك كا قول بھى يہى ہے، اور ابن جرير رحمہ اللہ نے بھى يہى اختيار كيا ہے...

اور فرمان بارى تعالى:

مگر اس صورت میں کہ وہ کھلم کھلا بے حیائی کا ارتکاب کریں .

ابن مسعود اور ابن عباس رضى اللہ تعالى عنہما اور سعيد بن مسيب، امام شعبى، حسن بصرى، محمد بن سيرين، سعيد بن ابى ہلال، سعيد بن جبير، مجاہد، عكرمہ، عطاء خراسانى، ضحاك، ابو قلابہ، ابو صالح، سدى، زيد بن اسلم اس سے مراد زنا ليتے ہيں.

يعنى جب بيوى زنا كارى كا ارتكاب كرے تو آپ كو حق ہے كہ جو مہر آپ نے اسے ديا ہے وہ اس سے واپس لے لو، اور تم اسے تنگ كرو حتى كہ وہ تم سے خلع حاصل كر لے.

جيسا كہ اللہ سبحانہ و تعالى نے سورۃ البقرۃ ميں ارشاد فرمايا ہے:

اور تمہارے لیے حلال نہیں کہ اس میں سے جو تم نے انہیں دیا ہے کچھ بھی لو، مگر یہ کہ وہ دونوں ڈریں کہ وہ دونوں اللہ کی حدود قائم نہیں رکھ سکیں گے، پھر اگر تم ڈرو کہ وہ دونوں اللہ کی حدیں قائم نہیں رکھیں گے تو ان دونوں پر اس میں کوئی گناہ نہیں جو عورت اپنی جان چھڑانے کے بدلے میں دے دے البقرۃ (229).

ابن عباس، عكرمہ، ضحاك كا قول ہے كہ: واضح فحش كام سے مراد بددماغى و نافرمانى ہے.

اور ابن جرير رحمہ اللہ كا اختيار عام ہے وہ كہتے ہيں كہ اس ميں زنا و نافرمانى و بدماغى اور زبان درازى وغيرہ سب شامل ہيں، يعنى يہ سب ايسے اسباب ہيں جن كى بنا پر بيوى كو تنگ كر كے اس سے سارے يا كچھ حق كى دستبردارى كرائى جا سكتى ہے، وہ حق لے كر اسے چھوڑ دے، يہ قول اچھا ہے " واللہ اعلم " انتہى

ديكھيں: تفسير ابن كثير (2 / 240).

اور زاد المستقنع میں درج ہے:

" چنانچہ اگر عورت کو ظلم کرتے ہوئے روکے رکھے کہ وہ فدیہ دے کر جان چھڑائے، اور یہ روکنا اس کے زنا یا بددماغی یا نافرمانی کی بنا پر نہ ہو، یا اسے فرض ترک کرنے کی وجہ سے چھوڑا تو اس نے فرض پر عمل کر لیا، یا چھوٹی بچی اور مجنونہ و پاگل اور بے وقوف نے خلع کیا، یا مالك کی اجازت کے بغیر لونڈی نے خلع کر لیا تو اس کا خلع صحیح نہیں ہو گا "

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ اس کی شرح کرتے ہوئے کہتے ہیں:

" قولہ: اس کے زنا یا بددماغی کی بنا پر نہ ہو "

اگر اس حالت میں خلع کرے تو یہ خلع صحیح نہیں ہو گا، کیونکہ خاوند نے بیوی کو ایسا کرنے پر مجبور کیا ہے.

اور اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان تو یہ ہے:

اور تم انہیں اس لیے مت روك رکھو کہ تم نے انہیں جو کچھ دیا ہے اس میں سے کچھ لے لو، مگر اس صورت میں کہ وہ کھلم کھلا بے حیائی کا ارتکاب کریں النساء (19).

اس لیے اگر مرد بغیر کسی سبب کے ایسا کرے، مثلا کوئی شخص لالچی ہو اور اللہ کا ڈر نہ رکھتا ہو، اور نہ ہی مخلوق پر رحم کرنے والا ہو، وہ اس بیوی سے محبت نہیں کرتا، (اعوذ باللہ) بلکہ کہتا ہے میرا مال ضائع نہیں ہونا چاہیے، اس لیے وہ بیوی کو تنگ کرنا شروع کر دے اور اس کا حق ادا نہ کرے اور بستر میں بھی اس سے بائیکاٹ کر دے تا کہ بیوی فدیہ دے کر اپنی جان چھڑائے، ایسے شخص کے متعلق ہم کہیں گے: آپ پر یہ حرام ہوگا؛ کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی نے ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے.

قولہ:

اور نہ ہی بیوی کے زنا کی وجہ سے ہو "

اس لیے اگر زناکاری کی بنا پر تو نہیں؛ لیکن وہ ٹیلی فون پر نوجوانوں سے باتیں کرتی، یا اس طرح کا کوئی اور سبب ہو تو ہم کہیں گے: یہ برے اخلاق میں شامل ہوتا ہے جس کی بنا پر اس کے لیے روکنا مباح ہے تا کہ وہ فدیہ دے کر اپنی جان چھڑائے ؟

جی ہاں مصنف کے قول: " اس کے زنا کی وجہ سے " کو ہم شامل و عام زنا میں رکھیں گے جس میں نظر و سماعت اور ہاتھ پاؤں کا زنا شامل ہے؛ جیسا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیح حدیث میں خبر دیتے ہوئے

فرمايا:

" يقينا آنكھ زنا كرتى ہے، اور كان بھى زنا كرتا ہے، اور ہاتھ بھى زنا كرتا ہے، اور پاؤں بھى زنا كرتا ہے "

اور يہ شخص كہتا ہے ميں ايسى عورت كو برداشت نہيں كر سكتا اور ايسى حالت پر صبر نہيں كر سكتا، چنانچہ وہ اس پر تنگى كرتا ہے تا كہ وہ فديہ دے كر اپنى جان چھڑائے تو يہ جائز ہے.

اور اگر كوئى قائل يہ كہے كہ:

اللہ سبحانہ و تعالى كا فرمان تو يہ ہے:

مگر اس صورت ميں كہ وہ كھلم كھلا بے حيائى كا ارتكاب كريں .

كلام اور نظر تو فحاشى ميں شامل نہيں ہوتى ؟

تو ہم كہيں گے: يہ اشياء فحاشى كا وسيلہ ہيں، پھر بہت سارے لوگ غيرت مند ہوتے ہيں, وہ پسند نہيں كرتے كہ ان كى بيوى كسى غير مرد سے باتيں كرے، يا اس سے كوئى غير مرد بات كرے.

قولہ: يا اسے كسى فرض كى بنا پر چھوڑ ديا "

مثلا كفر تك پہنچے بغير نماز ترك كرے، يا روزے چھوڑ دے يا زكاۃ ترك كر دے، يا كوئى اور فرض ترك كرے، يا پھر پردہ نہ كرتى ہو، بلكہ ننگے چہرہ باہر نكلنے كا كہتى ہو، تو پھر اگر وہ اس كى تربيت نہ كر سكتا ہو تو خاوند ك واسے تنگ كرنے كا حق ہے، ليكن اگر وہ عورت ميں رغبت ركھتا ہو اور اس كى تربيت كرنا ممكن ہو تو پھر اس كے ساتھ رہنے ميں كوئى حرج نہيں " انتہى

ديكھيں: الشرح الممتع (12 / 462).

اس طرح اوپر كى سطور يہ ظاہر ہوا كہ خاوند كب اپنى بيوى كو خلع لينے پر مجبور كر سكتا ہے، كہ وہ مہر وغيرہ دے كر اپنى جان چھڑائے.

دوم:

اس آيت اور اس كے بعد والى آيت ميں كوئى تعارض نہيں ہے يعنى اوپر والى آيت اور درج ذيل آيت ميں كوئى تعارض نہيں پايا جاتا:

ارشاد بارى تعالى ہے:

اور اگر تم كسى بيوى كى جگہ اور بيوى بدل كر لانے كا ارادہ كرو اور تم ان ميں سے كسى ايك كو خزانہ دے چكے ہو تو اس ميں سے كچھ بھى واپس نہ لو، كيا تم اسے بہتان لگا كر اور صريح گناہ كر كے لوگے، اور تم كيسے لو گے جب كہ تم ايك دوسرے سے صحبت كر چكے ہو وہ تم سے پختہ عہد لے چكى ہيں النساء (20 - 21).

بلكہ يہ آيت تو بيوى كا مال لينے كى حرمت كى تاكيد ہے؛ كہ بيوى كا مال لينا جائز نہيں؛ چنانچہ معنى يہ ہوا كہ: اگر تم ميں سے كوئى اپنى بيوى سے عليحدگى كر كے كوئى اور بيوى لانا چاہتا ہو تو پہلى بيوى كو ديا ہوا مہر واپس مت لے، چاہے اس نے مال كا ايك خزانہ بھى اسے مہر ميں ادا كر ركھا ہو.

اس ليے مہر بيوى كى ملكيت ہے؛ كسى كے ليے بھى وہ مال لينا حلال نہيں، ہاں يہ اور بات ہے كہ بيوى اپنى مرضى و خوشى سے خاوند كو دے دے، يا پھر جس حالت ميں بيوى پر تنگى كرنا جائز ہے بيوى خودى ہى اپنى جان چھڑانے كے ليے مہر بطور فديہ واپس كر دے، يا پھر اس حالت ميں كہ خاوند كى جانب سے بغير كسى كوتاہى كے ہى بيوى كا خاوند كے ساتھ رہنا مشكل ہو تو وہ مہر بطور فديہ ادا كر كے جان چھڑائے؛ كيونكہ اللہ سبحانہ و تعالى كا فرمان ہے:

چنانچہ اگر تمہيں خدشہ ہو كہ وہ دونوں اللہ كى حدود قائم نہيں ركھ سكيں گے تو پھر ان دونوں پر كوئى گناہ نہيں جو وہ فديہ دے البقرۃ (229).

اور اس فرمان بارى تعالى كى تائيد درج ذيل فرمان بارى تعالى سے ہوتى ہے:

اور تم كيسے لو گے جب كہ تم ايك دوسرے سے صحبت كر چكے ہو وہ تم سے پختہ عہد لے چكى ہيں النساء (19 - 20).

يہاں افضاء سے مراد جماع و صحبت ہے؛ جيسا كہ ابن عباس رضى اللہ تعالى عنہم وغيرہ كا قول ہے، مقصود يہ ہے كہ مہر تو اس كا معاوضہ تھا جو اس نے بيوى كى شرمگاہ حلال كى تھى، تو اب جبكہ اس كى مراد حاصل ہو چكى تو وہ كيسے مہر واپس لے رہا ہے.

ابن كثير رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" يعنى تم عورت سے ديا گيا مہر كيسے واپس ليتے ہو حالانكہ تم نے اس كے ساتھ اور اس نے تمہارے ساتھ صحبت كى ہے، ابن عباس رضى اللہ تعالى عنہ، اور مجاہد، سدى وغيرہ كہتے ہيں: اس سے جماع مراد ليا گيا ہے.

اور صحيح بخارى اور صحيح مسلم كى حديث ميں ثابت ہے كہ لعان كرنے والوں كے لعان كے بعد رسول كريم صلى

اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا تھا:

" اللہ کو علم ہے کہ تم دونوں میں سے ایك جھوٹا ہے، تو کیا تم میں سے کوئی توبہ کرنے والا ہے "

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات تین بار دھرائی تو آدمی نے عرض کیا:

اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میرا مال (یعنی اس نے جو مہر دیا تھا)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" تیرا کوئی مال نہیں، اگر تم نے اسے مہر ادا کیا تھا تو یہ اس کی شرمگاہ حلال کرنے کی وجہ سے تھا، اور اگر تم نے اس پر جھوٹ بولا ہے تو یہ مال تیرے لیے اور بھی زیادہ دور ہے"

سوم:

رہا درج ذیل ارشاد باری تعالی:

اور جب تم عورتوں کو طلاق دو، تو وہ اپنی عدت کو پہنچ جائیں تو انہیں اچھے طریقے سے رکھ لو، یا انہیں اچھے طریقے سے چھوڑ دو اور انہیں تکلیف دینے کے لیے نہ روکے رکھو، تا کہ ان پر زیادتی کرو البقرۃ (231).

تو یہاں مطلقہ عورت کو دوران عدت اسے نقصان و ضرر دینے کے لیے روکنا اور رجوع کرنا مراد ہے.

ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما، اور مجاہد، مسروق، حسن، قتادۃ، ضحاك، ربیع، مقاتل بن حیان وغیرہ کا کہنا ہے کہ:

" آدمی اپنی بیوی کو طلاق دیتا اور جب اس کی عدت ختم ہونے لگتی تو وہ اسے تنگ کرنے کے لیے رجوع کر لیتا، تا کہ وہ عورت کسی اور کے نکاح میں نہ چلی جائے، پھر اسے دوبارہ طلاق دیتا تو وہ عدت گزارنا شروع کر دیتی، جب عدت پوری ہونے کو ہوتی عدت لمبی کرنے کے لیے اسے طلاق دے دیتا، چنانچہ اللہ تعالی نے انہیں ایسا کرنے سے روك دیا " انتہی

ماخوذ از تفسیر ابن کثیر.

چہارم:

عموما قائل کا یہ قول صحیح ہے کہ:

" خاوند کو حق نہیں کہ وہ بیوی کو دیے گئے مہر کی واپسی کا مطالبہ کرے؛ کیونکہ اس نے تو اپنا حق اس وقت لے

لیا ہے جب اس نے بیوی کی شرمگاہ حلال کر لی جو اس سے قبل اس پر حرام تھی، لیکن اس سے وہ استثناء کیا جائیگا جو اللہ نے درج ذیل آیت میں بیان فرمایا ہے:

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تمہارے لیے حلال نہیں کہ زبردستی عورتوں کے وارث بن جاؤ اور تم انہیں اس لیے مت روک رکھو کہ تم نے انہیں جو کچھ دیا ہے اس میں سے کچھ لے لو، مگر اس صورت میں کہ وہ کھلم کھلا بے حیائی کا ارتکاب کریں النساء (19).

جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے.

اور اس سے یہ بھی مستثنی ہے کہ: اگر بیوی اپنے خاوند کو ناپسند کرتے ہوئے اس سے علیحدگی کا مطالبہ کرے تو یہ مستثنی ہوگا، جیسا کہ ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ تعالی عنہا کی بیوی کے واقعہ میں بیان ہوا ہے:

ثابت بن قیس کی بیوی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر عرض کرنے لگی: اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ثابت بن قیس کے دین اور اخلاق میں کوئی عیب نہیں لگاتی، لیکن میں اسلام میں کفر کو ناپسند کرتی ہوں، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" کیا تم اسے اس کا باغ واپس کرتی ہو ؟

ثابت بن قیس نے اپنی بیوی کو باغ مہر میں دیا تھا، تو وہ عورت کہنے لگی: جی ہاں، چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" تم باغ لے لو، اور اسے چھوڑ دو "

صحیح بخاری حدیث نمبر (5273).

تو یہ مہر شرمگاہ حلال کرنے کے مقابلہ میں ہوگا، اس حالت میں جو خاوند کو واپس کر دے اسے روکا نہیں جائیگا، کیونکہ یہ اس کے لیے شرعا جائز ہے، اور نظر صحیح میں بھی جائز ہے.

واللہ اعلم .